مولانا محمد اکرم مدنی

مدرس جامعہ سلفیہ

ترجمۃ القرآن الکریم

رحمت و شفقت قسط ۳

قولہ تعالیٰ وما ارسلناك الا رحمة اللعالمين (الانبياء ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہاں والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قارئین کرام ۔گزشتہ کالم میں مذکورہ عنوان کے تحت اختصار سے تذکرہ کیا تھا۔ کہ آنحضرت ﷺ دیگر طبقات کی طرح بچوں کیلئے بھی بہت زیادہ شفیق اور رحیم و کریم تھے۔ آج کی تحریر میں خصوصی طور پر بچیوں کی تعلیم و تربیت اور آنحضرت ﷺ کی ان کے متعلق رحمت و شفقت کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ اسلام سے قبل جاہلیت کے دور میں بچیوں اور بیٹیوں کو وحشیانہ طریقہ سے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت "و اذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت" ۔(کہ جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی۔ (سورة التکویر آیت ۹،۸) میں اس قبیح رسم کی طرح اشارہ کیا گیا ہے۔ بچیوں کے وجود اور انکی پرورش و تربیت کو والدین اپنے لئے بوجھ سمجھتے تھے۔ سرور کائنات ﷺ جو سراپا کائنات کے لیے مجسم رحمت و شفقت بنا کر مبعوث فرمائے گئے انہوں نے اپنی سنہری تعلیمات کے ذریعہ کس طرح بچیوں کیلئے رحمت و شفقت کا ثبوت دیا نیز انکی تعلیم و تربیت کیلئے کس قدر والدین کو رغبت دلائی نیز انکی عمدہ تربیت پر کسطرح فضیلت بیان فرمائی اسکا اندازہ مندرجہ ذیل احادیث سے لگائیے۔

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دو بچیوں کی تربیت و پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں۔ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان دونوں انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ (یعنی ملا کر دکھایا کہ اسطرح ہم دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے۔ مسلم)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اس حال میں آئی کہ اسکے ساتھ اسکی دو بیٹیاں تھیں وہ سوال کر رہی تھی اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا چنانچہ وہ کھجور میں نے اسے دے دی۔ اس نے اسکے دو حصے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلی گئی پھر جب آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جسکو ان بیٹیوں میں سے کسی معاملے کے ساتھ آزمایا جائے پھر وہ انکے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ بیٹیاں اس کیلئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔ (متفق علیہ)

(۳) جس شخص نے تین بیٹیوں، یا بہنوں کی پرورش کی۔ ان کو اچھا ادب سکھایا اور ان سے شفقت کا سلوک کیا یہاں تک کہ وہ انکی مدد کی محتاج نہ رہیں تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت واجب کر دیگا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور "دو"۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور دو بھی۔ حدیث کے راوی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اس وقت ایک کے متعلق بھی پوچھتے تو حضور ﷺ اسکے بارے میں بھی یہی فرماتے۔

(۴) اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت سراقہ بن جعشم سے فرمایا۔ کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقے کے متعلق نہ بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ ضرور بتائیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا "ابنتك المردودة اليك ليس لها كاسب غيرك"۔ تیری وہ بیٹی جو (طلاق پاکر یا بیوہ ہوکر) تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا کوئی اسکے لئے کمانے والا نہ ہو (ابن ماجہ) بچیوں اور بنات کو جاہلیت کے دور میں وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ لیکن رسول رحمت ﷺ نے انکو وراثت کا حق بھی دلایا۔ مذکورہ بالا سنہری تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دین رحمت ہے۔ اور سرور کائنات جو کہ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے انہوں نے کسطرح مظلوم بچیوں اور بیٹیوں کو رحمت و شفقت سے نوازتے ہوئے انکی تعلیم و تربیت کیلئے والدین کو رغبت دلائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنی اولاد کیلئے رحیم و شفیق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ترجمۃ الحدیث

شرم و حیا کی اہمیت و فضیلت (قسط نمبر ۲)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ مر علی رجل من الانصار وهو يعظ اخاه فی الحياء فقال رسول الله ﷺ دعه فان الحياء من الايمان ۔ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو شرم و حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔ (کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو) تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "اسکو چھوڑ دے" یقیناً حیاء ایمان کا حصہ ہے (بخاری و مسلم)

قارئین کرام: مذکورہ حدیث میں انصاری اپنے جس بھائی کو سمجھا رہا تھا وہ شرم و حیاء کا پیکر تھا۔ ایسا شخص دنیاوی معاملات میں زیادہ تیز طرار نہیں ہوتا کیونکہ حیاء انسان کو غلط کاموں، دھوکہ، فریب دہی اور جعل سازی وغیرہ سے روکتی ہے اسلئے حیاء کو ایمان کا حصہ بتلایا گیا ہے۔ یہ وصف اگر چہ فطری ہوتا ہے۔ یعنی پیدائشی طور پر بہت سے لوگ شرمیلے ہوتے ہیں تاہم ان کی بھی تربیت کی جائے اور انکا رخ نیکیوں کی طرف موڑ دیا جائے تو شرم و حیاء کے جذبے میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو اسلام کا مطلوب بھی ہے۔

حیاء کی ضد بے حیائی ہے جو قول و فعل میں برائی کا نام ہے جس سے کلام میں درشتی پیدا ہوتی ہے۔ مسلمان سخت کلام، بد، سنگدل اور خشک مزاج نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ اہل جہنم کی صفات ہیں۔ جبکہ مسلمان اللہ کے فضل سے اہل جنت سے ہے اسی وجہ سے اسکی عادات میں سختی اور بد مزاجی نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اس پر شاہد ہے "الحياء من الايمان، الايمان فی الجنة، والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار" (مسند احمد بسند صحیح) یعنی حیاء ایمان ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا اور بے حیائی جفاء ہے اور جفاء جہنم کا موجب ہے۔

انسان سے جب حیاء کی صفت ختم ہوتی ہے تو پھر انسان کیلئے بڑے بڑے کبائر گناہ کا ارتکاب کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اذا لم تستحی فاصنع ما شئت" جبکہ حیاء انسان کو اللہ کی نافرمانی، بداخلاقی اور دیگر برائیوں سے روکتی ہے۔ جس کا نتیجہ معاشرے کے حق میں بہت اچھا ہوتا ہے علاوہ ازیں معصیتوں سے اجتناب کی وجہ سے عند اللہ بھی سرخرو رہے گا۔ اس لحاظ سے حیاء میں یقیناً خیر ہی خیر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "الحياء لا يأتی الا بخير و فی رواية" "الحياء خير كله او قال الحياء كله خير" یعنی حیاء خیر ہی کا لاتا ہے۔ اور دوسری روایت کے مطابق حیاء تو سب خیر ہی خیر ہے۔ (یعنی اس کا انجام بھلائی ہے)۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرم و حیاء جیسی بہترین صفت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)